AKSE ADAB - Aurangabad - 2019

78

U.G.C. Approved 42266   ISSN 2320-6519

سرزمین ولی اورنگ آبادی (دکن) سے جاری ہونے والا معیاری رسالہ

قارئین کے نیک تمناؤں کے
ساتھ چھبیسواں شمارہ (جلد ۸)

(سہ ماہی)

عکسِ ادب (اُردو)

جنوری تا مارچ ۲۰۱۹ء

اورنگ آباد

عورت کی زندگی کے روشن اور تاریک پہلوؤں پر شریفانہ انداز سے
روشنی ڈالنا چاول کے دانے پر قل اللہ کی آیات مرقوم کرنے کے برابر ہے۔

ڈاکٹر عقیلہ سید غوث

سہ ماہی
عکسِ ادب
اورنگ آباد

جلد (۸) شمارہ (۲۶) جنوری تا مارچ ۲۰۱۹ء

مدیرِ اعلیٰ: ڈاکٹر یوسف صابرؔ (ڈاکٹر خان یوسف خان جبار) 09326772575
نائب مدیر: شرجیل احمد خاں موبائل : 09595686784
مینجنگ ڈائریکٹر: سیّد فرزانہ نسیم موبائل: 09423877584

سرپرست

☆ ڈاکٹر عبدالکریم سالار (جلگاؤں)
☆ نور خاں (جالنہ)

مجلس مشاورت

- علامہ ناوک حمزہ پوری (حمزہ پور)
- علیم صبا نویدی (چنئی)
- معصوم شرقی (کولکتہ)
- رفیق شاہین (علی گڈھ)
- ڈاکٹر عبدالباری (پونہ)
- فرحت حسین خوشدل (ہزاری باغ)
- مناظر عاشق ہرگانوی (بھاگل پور)
- ڈاکٹر دُرّانی ایس۔ایم (ناندیڑ)
- علیم طاہر (ممبئی)
- مبین نذیر (مالیگاؤں)
- ڈاکٹر سیّد نورالامین (پربھنی)
- شفیع احمد شفیعؔ (پربھنی)

مجلس ادارت

☆ سید مسعود احمد قیصر
☆ وجاہت قریشی
☆ ڈاکٹر شرف النہار
☆ عارف خورشید
☆ ڈاکٹر سلیم نواز
☆ حبیب النساء
☆ ڈاکٹر عابد حسین محمد صادق
☆ طاہر حسین طاہر
☆ مقصود اشرف جالنوی
☆ ڈاکٹر عقیلہ سید غوث
☆ ڈاکٹر معین فاطمہ

جو کسی خواب نے دیکھا نہ تصور نے کہیں
بات تو جب ہے کہ انسان وہاں تک پہنچے
(ڈاکٹر یوسف صابرؔ)

شمارہ کی قیمت	:	۴۰؍روپے
زرِ سالانہ (بدست)	:	۱۵۰؍روپے
زرِ سالانہ (بذریعہ پوسٹ)	:	۲۰۰؍روپے
لائبریری کے لئے	:	۲۰۰؍روپے
رجسٹرڈ پوسٹ	:	۳۰۰؍روپے
تاحیات خریداری (بھارت)	:	۲۰۰۰؍روپے
بیرونی ممالک	:	۱۰۰۰۰؍تا ۱۵۰۰۰؍روپے

سرکولیشن منیجر : تنزیل احمد خان (Mob. 07620855680)

خریداری اور اشتہار کے لئے منی آرڈر، چیک اس نام سے بھیجیں:

Yousuf Khan Jabbar Khan
Bank of Maharashtra
S/Ac/ No. 60021185230
IFSC code MAHB 0000278

SBI
S/Ac/ No.SB 52068629025
IFSC code SBIN 0020786

مقام اشاعت/ترسیل زر/مضامین/تخلیقات سے متعلق خط و کتاب کا پتہ

Yousuf Khan Jabbar Khan
Editor : Aks-e-Adab (Quarterly)
H.No.2-12-36, Opp. Noor Kirana, Behind
Subedar Guest House, Madina Masjid,
Dilli Gate, Aurangabad (MS) 43100 1
Mobile : 09326772575
email : akseadab@gmail.com

Website: www.akseadaburdu.co.in

طباعت

سویرہ آفسٹ پریس، جوبلی پارک، بھڑکل گیٹ،
اورنگ آباد، (مہاراشٹر) 431001

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔
''عکسِ ادب'' سے متعلق کوئی بھی قانونی چارہ جوئی اورنگ آباد کی عدالت میں ہوگی۔

ولی دکنی کی شعری کائنات

ڈاکٹر شاہ ایاز احمد
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو و پرشین
ایم۔ایس۔جی۔کالج۔
کیمپ مالیگاؤں
9423768635

خلاصہ (Abstract): ولی دکنی کی شاعری نے ادب کی دنیا میں جس طرح سے اور جس رفتار سے آفاقیت حاصل کی اس کی مثال تاریخ اردو ادب میں بڑی مشکل سے ملے گی۔ ولی دکنی نے اپنے عہد میں اردو شاعری میں ایک انقلاب برپا کیا تھا۔ اسی کو اس مضمون میں مختصر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پوری انسانیت اس عقیدہ کو تسلیم کرتی ہے کہ امن، شانتی، عدم تشدد، اتحاد ہی میں ہماری بھلائی ہے۔ نفرتیں اس آگ کے مانند ہے جو سب کچھ جلا کر خاک دے۔ ایسی تباہی و بربادی سے کیا حاصل جس میں ہماری تہذیب کا نام ونشان باقی نہ رہے۔ ادب وہ واسطہ ہے جس کے تحت زندگی کے سلیقے سیکھے جاسکتے ہیں۔ شاعر ہو یا ادیب ان سبھی فنکاروں نے محبت کے آشیانے بنائے ہیں اور صرف بنائے نہیں بلکہ طور طریقے کے ہنر بھی سکھائے ہیں۔ ادب کی شاعری کی روایات حق اور سماجی انصاف پسندی کی روایت ہے۔ ادب کا ایک شاعری ہمیشہ ضمیر کی آواز کو بلند کرتی ہے اور ہمارا بڑا سرمایہ ضمیر کی صدا کو سامنے لاتا ہے۔ اس حق گوئی سے ظلم کو کم کرنے میں بڑی مدد ملی ہے۔

اس ولی کا ذکر کرتے ہیں جو دوستوں کا دوست، محبت کا متوالا اور انسان نواز بندہ تھا۔ گلستانِ دکن کا مہکتا، چمکتا وہ پھول جس سے گلزارِ ادب معطر ہے۔ ولی کی شاعری غیر معمولی اوصاف سے عبارت ہے۔ ان کی بات دنیا کی مال ومتاع سے بھی افضل ہے۔ ولی دکنی کے شعری سمندر میں نایاب گوہر ہیں، ضرورت اس کو تلاش کرنے کی ہے۔

ولی نے غزل کے دائرے میں پوری کائنات کو سمیٹ لیا۔ آزاد نے ان کو اُردو شاعری میں وہی مقام دیا ہے جو انگریزی شاعری میں چاسر اور فارسی شاعری میں رودکی کو حاصل ہے۔ ولی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اُردو شاعری کے جو فارم اور سانچے ڈھالے وہ آج تک موجود ہے۔ یوں تو ولی کی کلیات میں مثنوی، قصیدے، قطعات، خمسے سب ہی کچھ ہیں لیکن جس چیز نے انہیں شہرتِ دوام بخشی وہ غزل ہے۔ ولی کی غزلوں میں جو حسن وتازگی، رعنائی اور دلکشی ہے وہ کم ہی شعراء کے یہاں ملے گی۔

ولی کی غزلوں میں موضوعات کی رنگینی اور حسن ادا دونوں ہی ظاہر ہیں۔ جہاں تک ولی کے موضوعات کا تعلق ہے وہ بہت محدود ہیں لیکن ولی نے زندگی بھر محبت کے دلکش نغمے چھیڑ کر حسن وعشق کو پُر بہار بنادیا ہے۔ ولی محبوب کی دلفریب اداؤں کو مختلف انداز سے بیان کرتے رہے۔ ولی حسن مجازی اور حسن حقیقی دونوں ہی کے پرستار تھے۔ دراصل حسن مجازی ان کے لئے حسن حقیقی تک پہنچنے کا ذریعہ تھا۔ خود ولی کے ان اشعار سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔

شغل بہتر ہے عشق بازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کیا

•••

مجھے لولیا کہ تو واقف نہیں عشق حقیقی سوں
تو بہتر یوں ہے جا دامن پکڑ عشق مجازی کا

•••

ولی کا محبوب جو بھی ہو وہ اپنے نکھرے ہوئے جمالیاتی شعور کی مدد سے محبوب کی بڑی دلکش تصویریں اپنی غزلوں میں پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے حسن کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے۔ انہوں نے محبوب کی زُلف وعارض، لب ورُخسار، قد، رنگ وروپ، ناز و ادا، آواز، خوشبو کا ذکر اتنی دلکش اور دلآویزی کے ساتھ کیا ہے کہ ان کے محبوب کی طرح ان کی غزلیں بھی حسن کا مرقع بن گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اردو شاعری کا سب سے بڑا سراپا نگار قرار دیا گیا ہے۔

وہ ناز میں ادا میں اعجاز میں سراپا
خوبی میں گل رخاں سوں ممتاز ہے سراپا

•••

دل کوں لگتی ہے دل ربا کی ادا
جی میں بستی ہے خوش ادا کی ادا

•••

تیرا لب دیکھ حیواں یاد آوے
تیرا مکھ دیکھ کنعاں یاد آوے

•••

ولی کے ان اشعار سے ان کے ذہنی رویہ اور ان کی نفسیات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے یہاں نشاطیہ رجحان کتنا زیادہ ہے لیکن وہ حد سے متجاوز نہیں ہوتا۔ ان کے یہاں رنگ رلیاں منانے، جنسی تشنگی کو بجھانے کا احساس نہیں ہوتا۔ ان کا عشق پاکیزہ اور معصوم ہے۔ اس میں ایک سنجیدگی اور تہذیبی قدروں کا پاس ولحاظ ہے۔ کبھی وہ حسن کو اپنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو اتنے معصوم انداز میں کہ ان کی محبت کی پاکیزگی اور بھی نکھر جاتی ہے۔ ان کے اشعار ان کے حسین جذبات کی طرح حسین اور دلکش ہوجاتے جیسے۔

اے رشکِ ماہتاب تو دل کے صحن میں آ
فرصت نہیں ہے دن کوں اگر تو رین میں آ

•••

ولی کی غزلوں میں عام طور پر یہی نشاطیہ رنگ وآہنگ ملتا ہے لیکن کہیں کہیں غم کی زیریں لہروں کا احساس بھی ہوتا ہے۔ یہ وہ لمحات ہیں جب ولی ناکامی عشق کے تصور سے دیگر ہوجاتے ہیں یا محبوب کی ہستی میں جذب ہوجاتے ہیں، اسے ایک ٹک دیکھنے اور اس کے جلوؤں سے اپنے دامنِ نگاہ کو بھرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے کلام میں کہیں کہیں ایک داخلیت اور ان کے لب ولہجے میں ایسی حسرت پیدا ہوگئی ہے جو ہمارے دل میں غم کی چٹکیاں لینے لگتی ہیں۔ ولی کی جذباتی کیفیات کے حامل اشعار میں بلا کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ ان کا کلام داخلی رجحان اور واقعیت سے ہم آہنگ ہوکر دردمندی اور حیاتِ انسانی کے نرم گوشوں کی تفسیر بن جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

سراج بے زجاج

ڈاکٹر رؤف خیر (حیدرآباد)
Mob: 09440945645

سراج اورنگ آبادی کے فکر و فن کا بنیادی حوالہ انہی کا یہ شعر ہے:

شہِ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباسِ برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

سادات کاظمیہ سے تعلق رکھنے والے سید شاہ سراج الدین ۱۱ مارچ ۱۷۱۲ عیسوی مطابق ۱۴ صفر ۱۱۲۴ ہجری بروز پیر اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید درویش صوفی منش ضرور تھے مگر درس و تدریس و اور افکار و اذکار میں مصروف رہتے تھے۔ سراج کی چار پشتوں کی نشان دہی یہ مصرع کرتا ہے۔ ''درویش گوہر یست زدریائے اولیا'' جو دراصل سراج کے آباو اجداد کے ناموں پر مشتمل ہے۔ سراج ابن درویش ابن گوہر ابن دریا ابن اولیا...... سراج کی تاریخ ولادت ظہور احمد۔ یا۔ خاتم الولایہ سے نکلتی ہے یعنی ۱۱۲۴ ہجری...... سید درویش نے سراج کو علوم متداولہ کی تعلیم دی۔ بارہ تیرہ برس کی عمر میں سراج دیوانگی کا شکار ہوئے وہ گھر بار چھوڑ برہان الدین غریب کے مزار پر پڑے رہتے تھے۔

پہلے دورانیے میں سراج تقریباً سات برس دیوانگی میں مبتلا رہے۔ پھر ایک صوفی بزرگ سید شاہ عبدالرحمٰن چشتی کے ہاتھ پر بیعت کر کے راہِ سلوک کی منزلیں طے کرنے لگے۔ اس دوران مرشد کے حکم پر شاعری ترک بھی کی تھی مگر چھٹتی کہاں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔ چنانچہ ایک دیوان ''انوار السراج'' تیار ہو گیا جسے ان کے پیر بھائی عبدالرسول نے ۱۷۳۹ء میں مرتب کیا تھا (گویا مرزا غالب کی پیدائش سے ساٹھ برس پہلے) چند عرصے ترکِ شاعری کے باوجود سراج نے ایک مثنوی ''بوستانِ خیال'' ۱۱۶۰ ہجری مطابق ۱۷۴۷ء لکھی جو صرف دو ہی دن کی فکر کا نتیجہ ہے۔

خود سراج اورنگ آبادی نے اس مثنوی کو اپنی آپ بیتی قرار دیا ہے۔ مثنوی کے یہ اشعار دیکھیے

''اے ہم نشینو مرا دکھ سنو
مرے دل کے گلشن کی کلیاں چنو
مرے پر عجب طرح کے درد ہیں
کہ سب درد اس درد کے گرد ہیں
کہوں کیا کلیجے میں سوراخ ہے
مری داستاں شاخ در شاخ ہے''

اس مثنوی کی اہم خوبی یہ بھی ہے کہ یہ سن ۱۱۶۰ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد بھی گیارہ سو ساٹھ ہے اور اس کا جو نام ''بوستانِ خیال'' ہے یہ تاریخی نام ہے۔ اس سے ۱۱۶۰ ہجری اعداد برآمد ہوتے ہیں جو اس کا سنِ تخلیق ہے۔ ویسے ان کے شاگردوں میں عبدالرسول خاں، تاج الدین، ضیاء الدین پروانہ، شاہ چراغ، لالہ جے کشن بیچان وغیرہ تھے مگر سراج نے اپنی جانشینی و خلعت پروانہ کو سونپی جنہوں نے سراج کے تکیہ کی دیکھ ریکھ کی اور سراج کے مزار پر گنبد بھی تعمیر کروایا۔ وہاں کتبہ بھی لگوایا جس سے ان کی عقیدت بھی ٹپکتی ہے۔

علامہ آزاد بلگرامی کے شاگرد لچھمی نرائن شفیق کو بھی سراج سے عقیدت تھی چنانچہ سراج کے لیے تاریخ وفات نکالی۔

سید حق پرست عرفاں سنج
کہ از و یافت شعرِ حسن و رواج
سالِ رحلت شفیق کرد رقم
رو برحماں نمود شاہ سراج

۱۱۷۷ ہجری

سراج اورنگ آبادی کی مثنوی کی خوبی یہ ہے کہ وہ خالص عشقِ مجازی سے تعلق رکھتی ہے۔

☆☆☆

بقیہ: ولی دکنی کی شعری کائنات

ان اشعار میں دل گرفتگی اور سوز و گداز کی جھلک دیکھنے کو ملتی ہے

آج کی رین مجھ کو خواب نہ تھا
دونوں انکھوں میں غیر آب نہ تھا

●●●

آہ پر آہ کھینچتا تھا میں
آج کی رات کچھ حساب نہ تھا

●●●

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اسے زندگی کیوں نہ بھاری لگے

●●●

ولی کے یہاں کسی فکر و فلسفہ کی تلاش بے کار ہے۔ البتہ مسائل تصوف کے ضمن میں زندگی کے بعض پہلوؤں کا ذکر ان کی شاعری میں آگیا ہے۔ ولی کو تصوف سے گہری دلچسپی تھی۔ اس کے اثرات ان کی غزلوں میں واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں جو عشق کی اعلیٰ اقدار اور پاکیزگی و معصومیت ملتی ہے وہ اسی تصوف کی دین ہے۔ اسی کے اثر سے معرفت و عرفان اور حیات و کائنات کے مسائل ان کی غزلوں میں دکھائی دیتے ہیں جیسے

مسند گل منزل شبنم ہوئی
دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

●●●

کر چاک گریباں کو گلاں کر کے چمن میں
آئے ہیں تیرے شوق میں پردے سے نکل کر

●●●

ولی نے اپنی شعری کائنات میں لسانی لیاقتوں اور اجتہادی صلاحیتوں کی مدد سے فارسی شاعری اور ہندی شاعری کی روایات میں ایک لطیف توازن پیدا کر کے اُردو زبان کو ایک نیا رنگ و روپ دیا۔ اپنی تخلیقی قوت کار اور دور اندیش بصیرت سے اچھوتی اور دلکش تراکیب تراشیں۔ مستعمل تشبیہات کو اپنی جدتِ طبع سے تازگی بخشی اور شاعری کے دامن کو مالا مال کیا۔ ولی دکنی نے حیات انسانی کے حسن کو اجاگر کرنے کیلئے دامنِ فطرت میں بکھرے ہوئے حسن سے تشبیہات تلاش کیں اور انہیں اتنے اچھے انداز میں پیش کیا کہ فن میں نکھار پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ معنویت میں اضافہ ہو گیا۔ ولی جیسے باوقار اور باصلاحیت فنکار دنیائے ادب کو بہت کم میسر ہوتے ہیں۔ بہرکیف ولی دکنی کی شعری کائنات کا سمندر نہایت ہی وسیع ہے۔ ان کی ادبی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

رسائل و کتاب: (۱) عکس ادب (سہ ماہی) اورنگ آباد۔ (۲) رنگ (سہ ماہی) دھنباد۔ (۳) دکن میں اردو (نصیر الدین ہاشمی)۔ (۴) تاریخ ادب اردو (جمیل جالبی)۔